سوال

(70) اگر کتا کنویں میں گر پڑے، تو اس کا کیا حکم ہے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اگر کتا کنویں میں گر پڑے، تو اس کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اگر کتا کنویں میں گر پڑے اور پانی کا رنگ یا مزہ یا بُو تبدیل نہ ہو تو وہ پانی پاک ہے ورنہ ناپاک، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، پانی پاک ہے، اس کو کوئی چیز پلید نہیں کر سکتی اور پھر یہ بھی فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی، ہاں! اگر کوئی چیز ناپاک اس کے رنگ یا مزہ یا بُو پر غالب آ کر اس کو بدل دے تو ناپاک ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کو ابوحاتم نے ضعیف کہا ہے لیکن دوسرے طرق سے اس کی تائید ہو جاتی ہے اور دوسری حدیث کے آخری حصہ پر امت کا اجماع ہے یعنی اگر ناپاک چیز پانی میں گر کر اس کے رنگ یا مزہ یا بُو کو بدل دے تو وہ ناپاک ہے، اس حدیث کے پچھلے حصہ پر اجماع ہی اس کے پہلے حصہ کی بھی توثیق کر دیتا ہے، چنانچہ سبل السلام شرح بلوغ المرام میں اس کو تفصیلاً ذکر کیا ہے، ہاں اگر پانی دو قلہ (قریباً پانچ مٹکے) سے کم ہو تو وہ نجاست کے گرنے سے ناپاک ہو جائے، خواہ اس کا رنگ یا بُو یا مزہ بدلے یا نہ بدلے، چنانچہ بلوغ المرام میں حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب پانی دو قلہ ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا، یہ تحقیق توازروئے حدیث ہے۔

فقہ حنفی کی رو سے اس کنویں کا تمام پانی نکالا جائے گا، چنانچہ ہدایہ میں ہے، اگر کنویں میں بکری یا آدمی یا کتا گر کر مر جائے تو اس کا تمام پانی نکالا جائے گا، کیونکہ ابن عباس اور ابن زبیر نے ہی فتویٰ دیا تھا جب کہ زمزم کے کنویں میں ایک حبشی گر کر مر گیا لیکن یہ حکم کئی لحاظ سے قابل تسلیم نہیں ہے۔

اولاً اس لیے کہ اس کی بنیاد ابن عباس اور ابن زبیر کے فتوے پر ہے اور وہ فتویٰ کئی لحاظ سے مخدوش ہے۔ اولاً اس لیے کہ اس کی سند ضعیف ہے، چنانچہ درایہ تخریج ہدایہ میں لکھا ہے کہ ''حبشی والی حدیث کی سند منقطع ہے کیونکہ ابن سیرین کی ابن عباسؓ سے ملاقات نہیں ہوئی اور اس کے چند ایک طرق بھی ہیں جو کہ سب کے سب ضعیف ہیں۔

ثانیاً اگر اس کی صحت تسلیم کر بھی لے جائے تو اس سے حجت نہیں لی جا سکتی کیونکہ صحابی کا قول ہے اور وہ احناف کے نزدیک بھی حجت نہیں ہے، چنانچہ محمد طاہر پٹنی حنفی نے مجمع البحار میں اس کی تصریح کی ہے۔

ثالثاً اگر صحابی کے قول کو حجت تسلیم کر بھی لیا جائے تو حدیث صحیح مرفوع کا معارض نہیں ہو سکتا، چنانچہ فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ میں خود علماء احناف نے اس کو تسلیم کیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ ابن عباسؓ کا فتویٰ وجوہ مذکورہ بالا کی بنا پر قابل قبول نہیں ہے اور اسی بنا پر ہدایہ کا بھی فیصلہ قبول نہیں، بڑے تعجب کی بات ہے کہ احناف اس کنویں کے پانی کو تو

ناپاک کہتے ہیں اوراس پانی کوجو اس سے سینکڑوں حصہ کم ہے اور گندگی اس سے زیادہ ہے، اس کو پاک کہہ لیتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے اگر بارش کے وقت مکان کے پرنالے میں گندگی (پاخانہ وغیرہ) پڑی ہواور بارش کا پانی اس کے ساتھ لگ کر بہہ رہاہو تواگر آدھے سے زیادہ یا آدھا پانی لگ کر گزرے توناپاک ہے اوراگر آدھے سے کم لگ کر گزرے تو پاک ہے اوراگر مکان کی چھت پر متفرق طور پر گندگی پڑی ہواور بارش کا پانی برس کر پرنالے سے گرے تووہ پانی پاک ہے۔ (سبحان اللہ کیا تحقیق ہے) اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے یہ پانی جاری ہے۔ واللہ اعلم۔

الراقم ابو محمد عبدالحق اعظم گڈھی عفی عنہ (سید محمد نذیر حسین)

ہوالموفق :

حافظ ابن حجر نے درایہ صفحہ 30 میں لکھا ہے کہ بیہقی نے ابن عینیہ سے نقل کیا ہے کہ میں مکہ میں ستر سال رہا، میں نے کسی چھوٹے یا بڑے سے حبشی والی حدیث نہیں اور نہ ہی زمزم کے پانی نکالنے کا قصہ کسی سے سنا، امام شافعی کہتے ہیں کہ اگر بالفرض یہ واقعہ صحیح بھی ہو، توہوسکتا ہے کہ زمزم کا پانی متغیر ہوگیا ہو، واللہ اعلم۔

[فتاوی نذیریہ]

جلد01